Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 31, Sr.No.78, 2010, pp 387 - 410

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۱، جنوری۔مارچ ۲۰۱۰ء، شمارہ ۷۸

شمس العارفین شیخ نورالدین ریشیؒ: احوال و آثار

ڈاکٹر سید علی رضا☆

Abstract:

Sheikh Noor-ud-Din Rishi was a first Muslim saint of Kashmir, He was the preceptor of the all Sufies and had a great communion with God. He grew up to become one of the most prominent figures of his generation. His simplicity and purity of life have deeply Impressed the Kashmir, who entertains the bighest veneration for the saint . He achieved considerable repute as an authority on mystics and his boldness in preeching. In fact, he was a man of great saintliness, revelation and miracles.

کشمیر کو اولیاء اللہ کی سرزمین کہا جاتا ہے کیونکہ تاریخ کے ہر دور میں بیرونی ممالک سے بزرگان دین سیر و سیاحت اور اشاعت و تبلیغ دین کی غرض سے یہاں آتے رہے۔ ان بزرگان عظام میں سینکڑوں ایسے تھے جنھوں نے اس گل پوش وادی میں رہ کر تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا۔ بعض دوسرے ممالک کی طرف رواں دواں ہوئے اور اکثر نے اس ملک میں مستقل اقامت کو ترجیح دیتے ہوئے اپنی زندگی اسلام کی اشاعت و تدریس کے لیے وقف کر دی اور بعض کو خداوندِ کریم نے اس جنت نظیر وادی میں پیدا کیا جنھوں نے تبلیغ اسلام کے لیے بے مثال خدمات انجام دیں۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کشمیریات، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور۔

شیخ نورالدین رشیؒ انہی بزرگان عظامؒ میں سے تھے جنہیں رب ذوالجلال نے اس خطہ سرزمین میں پیدا کیا جن کی ہمہ جہت شخصیت روشنی کا ایک ایسا مینار ہے جس سے کشمیریوں نے صدیوں فیض حاصل کیا۔

ریشیت کی اصطلاح:

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان وشاعری'' میں لکھتے ہیں:

''ریشی اصلاً ایک سنسکرت لفظ ہے۔ جس کے معنی تارک الدنیا عابد کے ہیں۔ حضرات ریشی غاروں اور جنگلوں میں رہ کر خدا کی عبادت میں عمر گذارتے تھے۔ نفس کشی، زہد و تقویٰ، ترکِ علائق اور تنہانشینی ریشیوں کی خصوصیات ہیں۔'' (۱)

مشعل سلطان پوری ''ہمارا ادب'' میں لکھتے ہیں:

''ریشی گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے اور نفس کشی اور ریاضت شاقہ سے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے رہتے تھے اور یہی ان کا واحد مقصد تھا۔'' (۲)

کشمیری ریشیت، کشمیر میں اسلام کی روشنی پھیلنے کے نتیجے میں اسلام عقائد و افکار سے متاثر ہونے لگی تھی۔ حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ اس زمانے میں پیدا ہوئے جب کشمیری ریشیت اور اسلامی تصوف ایک دوسرے کے قریب آرہے تھے۔ حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ سے قبل کا ریشی سلسلہ ایسے ریشیوں پر مشتمل تھا جو صرف گوشہ نشینی اختیار کرتے اور نفس کشی و ریاضت شاقہ سے خالقِ کُل کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے رہتے۔ مگر ان کے مسلمان ہونے کی مستند شہادتیں موجود نہیں۔

رشید ناز کی ''ریشیت تہ سائی ریسش'' میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت شیخ نورالدین اَمین بردنٹھ یَمن ہُند تذکرِ سپدِ یَمن متعلق ہیکوٗ نہ وثوقہ سان کینہہ وَنتھِ۔ یہند مسلک چھُ ریشیت او سمُت مگر ستھاکم او ندروٗنی شہادژ چھے موجود پَھ بنہس

پیٹھ یہ طے سَپد زیمِ ریش چھ پانہٕ نہٕ مسلمان اُسی متیٚ '' (۳)

ترجمہ: ''حضرت نورالدین نورانیؒ سے قبل جن ریشیوں کا تذکرہ ملتا ہے ان کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ان کا مسلک ریشیت تھا مگر بہت کم شہادتیں موجود ہیں جن کی بنیاد پر یہ طے کیا جائے کہ یہ ریشی خود بھی مسلمان تھے۔''

ریشیت سے ملتا جلتا تصور تصوف کا بھی ہے اور اسلام کے ابتدائی زمانے سے اس کے آثار تلاش کرنا بے سود نہ ہوں گے۔ جس طرح ویدک زمانے کے ریشی رہبانیت سے بالکل دور تھے اس طرح ابتدائی زمانے کے صوفی بھی تھے۔

مشعل سلطان پوری ''ہمارا ادب'' میں لکھتے ہیں کہ:

''آنحضورؐ کے زمانے میں اصحاب صفہ کی زندگی گزارنے کے طور طریقے، ریاضت و عبادت میں انہماک، حصول علم کی لگن اور فقر و توکل ریشیت کے بالکل قریب ہے۔ اس کے بعد صوفیا کی زندگی مدنظر رکھی جائے تو اس بات میں شک کرنے کی گنجائش نہیں رہتی کہ تصوف کئی بنیادی باتوں میں ریشیت کے مماثل ہے۔ حضرت شیخ نورالدین رشیؒ نے اپنے زمانے سے پہلے کے کشمیری ریشیوں کے جو نام لیے ہیں ان میں ڈنڈک ونہ کا زنکا ریشی، ریشہ ونہ کا میراں ریشی، رُمہ ریشی اور پلاس ریشی شامل ہیں۔ حضرت شیخؒ نے ان ریشیوں کی طرزِ زندگی کا جس خصوصیت کا ذکر خاص طور پر کیا ہے وہ اُن کی نفس کشی اور ریاضت شاقہ ہے۔'' (۴)

القابات:

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کی بابرکت ذات کے مختلف القابات ان کی ہمہ گیر اور پہلو دار شخصیت کی علامات ہیں۔ آپؒ کو کشمیر میں شمس العارفینؒ، کاشر واعظؒ، علمدارِ کشمیر، شیخ العالمؒ، نندہ ریشیؒ، ولی کاملؒ، عارف ربانیؒ جیسے پاکیزہ القابات سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

خاندانی نسب:

آپؒ کا خاندان کشمیر کے علاقہ کشتواڑ کے ایک نامور راجپوت قبیلہ سنز سے تعلق رکھتا تھا جو وہاں سے ہجرت کر کے اسلام آباد (کشمیر) میں آباد ہوا۔ آپ کے والد محترم کا نام سلہر سنز تھا جنہوں نے حضرت سید حسنین سمنانی ؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اسلامی نام شیخ سالارالدین رکھا۔ آپؒ کی والدہ محترمہ کا نام سدرہ موجی تھا جو کشمیر کے علاقے کھی جوگی پورہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

سید محمود آزاد ''اولیائے کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ ؒ کے دادا کشتواڑ کی ایک لڑائی میں مارے گئے۔ شیخ نورالدین ولیؒ کے والد کشمیر بھاگ آئے اور انہوں نے حضرت سید حسین سمنانیؒ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا۔'' (۵)

اس طرح عبدالخالق طاہری ''تذکرہ اولیائے کشمیر'' میں بھی لکھتے ہیں:

''سلہر سنز اکثر آوارہ گردی کرتے تھے اور اسی آوارہ گردی کی حالت میں وہ شیخ یاسمن ریشیؒ کے پاس پہنچے اور ان کی خدمت میں استقدام کیا۔ آخر ان ہی کی نظر عنایت سے مسلمان ہوگئے اور ریشی مذکور نے ان کا نام سالارالدین رکھا۔'' (۶)

آپؒ کا شجرہ نسب کا تسلسل سید محمود آزاد نے کچھ یوں دیا ہے:

سورج بنسی خاندان

واگر سنز ....دیتا سنز..........رنگا سنز ....مہرا سنز..........

گرزا سنز..........سلہر سنز..........نندہ سنز (شیخ نورالدین ریشیؒ) (۷)

آپؒ کی پیدائش کے حوالے سے روایات:

عبدالخالق طاہری ''تذکرہ اولیائے کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

'ایک دن یاسمن رشیؒ بیمار ہوگئے تو سالار الدین سدرہ ماجی کو لے کر ان کی عیادت کے

لیے گئے تو اچانک للہ عارفہؒ (کشمیر کی مجذوب عارفہ) ہاتھ میں گلدستہ لیے وہاں موجود تھیں تو یاسمن رشیؒ نے ان سے پھولوں کا گلدستہ لے کر دیکھا اور پھر اس گلدستے کو سدرہ موجی کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس کو سر پر لگاؤ خداوند کریم تجھے ایک فرزند عطا کرے گا جو ہمارا وارث ہوگا اور دنیا میں ریشیت کو چمکائے گا جیسے سورج چمکتا ہے۔'' (۸)

ڈاکٹر سید یوسف بخاری ''تذکرہ صوفیائے کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

''ایک دن شیخ سلہر (سالارالدین) اپنی بیوی سدرہ موجی کے ساتھ یاسمن رشیؒ کی بیمار پرسی کو گئے اور وہ ایک چشمے پر بیٹھے تھے اچانک للہ عارفہؒ ہاتھ میں گلدستہ لے کر وہاں پہنچی۔ یاسمن رشیؒ نے اُس سے پھولوں کا گچھہ لے کر سدرہ موجی کو دے کر کہا اسے سر پر لگاؤ خداوندِ کریم تم کو ایک بیٹا عطا کرے گا جو ہماری حقیقت اور حال کا وارث ہوگا۔ یاسمن رشیؒ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ بعدازاں للہ عارفہؒ سدرہ موجی کی خبرگیری کرتی رہیں اور بیٹا پیدا ہونے کی خوشخبری سناتی رہیں۔'' (۹)

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ پیدائش کے بعد دودھ پینے کا نام نہیں لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپؒ نے تین دن تک اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا۔

سید محمود آزاد ''تذکرہ صوفیائے کشمیر'' میں اس بارے میں یوں لکھتے ہیں:

''نندہ نے تین دن تک اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا۔ اس دوران جب للہ عارفہؒ کا گزر اس طرف ہوا تو ان سے عرض کی گئی کہ بچہ والدہ کا دودھ نہیں پیتا۔ للہ عارفہؒ خدا رسیدہ اور تارک الدنیا خاتون تھیں۔ اس زمانے میں ان کے کشف و کرامت کا چرچہ وادی کے کونے کونے میں تھا۔ للہ عارفہؒ نے بچے کو گود لیا اور مقامی زبان میں کہا، دُنیا میں آنے سے شرم نہ آئی اور ماں کا دودھ پیتے شرماتے ہو۔ کہتے ہیں کہ عارفہؒ کاملہ کے یہ الفاظ سننے کے بعد اس بچے نے ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔'' (۱۰)

عبدالاحد آزاد بھی ''کشمیری زبان و شاعری'' میں حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کے دودھ نہ پینے کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ نے تین دن تک اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ نہ پیا۔ اسی اثناء میں للہ عارفہؒ یہاں آ پہنچی اور بچے کو گود میں لے کر کہا کہ ''ینہ ء مندہ ء چھوک نہ ء تہ ء چنہ ء چھوک مندہ ء چھان''، للہ عارفہؒ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی بچہ عارفہؒ کے سینے سے دودھ پینے لگا۔'' (۱۱)

G.M.D. Sufi بھی ''Kasheer'' میں اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

"When Nur-ud-Din Rishi was born and Subsquently would not take his own mother`s milk- Lalla was called in and strangely enough Nur-ud-Din went to her and had milk from her breast. To Lalla the child was thus attached-" (12)

ولادت باسعادت:

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے مختلف مصنفین کی آراء درج ذیل ہیں:

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان وشاعری'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت نورالدین سدرہ ماجی کے بطن سے جمعرات ۶ جمادی الاوّل ۷۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔'' (۱۳)

G.M.D Sufi ''Kasheer'' میں لکھتے ہیں:

"Sheikh Noor-ud-Din was born in a village called Kaimuh, two miles to the west of Bij bihara which is 28 miles southeast of Srinagar, in 779 A.H (1377.A.C) on the day of Bakr` I` d," (14)

ڈاکٹر محمد اشرف قریشی ''شیخ نورالدین ولیؒ وجدیدیت'' میں لکھتے ہیں:

''آپؒ ۷۷۹ھ بمطابق ۱۳۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ حال میں جو تحقیق ہوئی ہے اس کے مطابق ان کی پیدائش ۷۵۷ھ بمطابق ۱۳۵۵ء ہے۔'' (۱۵)

Prem Nath Bazaz، اپنی کتاب "The History of Struggle for Freedom in Kashmir" میں لکھتے ہیں:

"Sheikh Noor-ud-Din was born in 1377 A.C in the Village of Kaimuh"(16)

ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری "کشمیری زبان و ادب کی مختصر تاریخ" میں لکھتے ہیں کہ:

"حضرت شیخ نورالدین رشیؒ کا سن ولادت ۷۷۹ھ/۱۳۷۷ء ہے۔" (۱۷)

K.L. Kalla اپنی تصنیف "Cultural Heritage of Kashmir" میں لکھتے ہیں:

"In 1377 A.D Sheikh Noor-ud-Din (Nund- Rishi or Shazanund) was born" (18)

حضرت شیخؒ کی رفعت و عظمت:

حضرت شیخ نورالدین رشیؒ کو کشمیریوں کے پیٹرن سینٹ (Patron Saint) کا درجہ حاصل ہے۔ آپؒ اپنے زمانے کے مشہور و معروف عالم اور بلند پایہ کے صوفی بزرگ ہونے کے ناطے "شیخ العالمؒ" کا خطاب رکھتے تھے۔ آپؒ نے کشمیر میں تبلیغِ اسلام کے لیے بے مثال کام کیا۔

آپؒ کی عظمت کے حوالے سے G.M.D. Sufi صوفی لکھتے ہیں:

"Sheikh Nur-ud-Din the preceptor of all Rishis, was a great devotee and had great communion with God," (19)

G.M.D. Sufi مزید لکھتے ہیں:

"He was a man of revelation and miracles and had a five command of Speech. He was like Owais (Hazrat Owais Qarni R.A) in that he had no known spiritual guide as a good- natured narrator has stated." (20)

آپ کی رفعت و عظمت کے حوالے سے محمد یوسف ٹینگ ''برج نور'' میں لکھتے ہیں:

''آپؒ بیک وقت ایک عظیم رشی، بالغ نظر مفکر، بلند مرتبہ مبلّغ اور بلند قامت انقلابی شاعر تھے۔ ان کی شخصیت نے ہماری تہذیب و ثقافت کو زندہ کیا۔'' (۲۱)

آپ کی شان کے بارے میں گلزار حضرت بلی ''علمدار'' میں لکھتے ہیں:

''قلندرانہء شان تھاون وول یہِ مردِ درویش اوس نہ صرف درویشی یوت بلکہ اوس اکھ بوڈ بارء مبلغ، عالم دین تہء سوشل رِفارمَر تہِ'' (۲۲)

ترجمہ: ''قلندرانہ شان رکھنے والے یہ مرد درویش نہ صرف درویش بلکہ ایک بہت بڑے مبلغ، عالم دین اور سماج کے اصلاح کار بھی تھے۔''

شیخ نورالدین ریشیؒ کی سید السادات امیر کبیر حضرت شاہ ہمدانؒ سے ملاقات:

تبلیغ دین کی غرض سے سیدالسادت امیر کبیر حضرت شاہ ہمدانؒ جب دوسری مرتبہ ۷۷۱ھ میں ایران سے کشمیر تشریف لائے تو آپ کی ملاقات حضرت شیخ نورالدین رشیؒ سے ہوئی۔ تب حضرت شیخؒ اپنے بچپن میں تھے۔

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان و شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''جب حضرت سید علی ہمدانیؒ (شاہ ہمدانؒ) دوسری مرتبہ کشمیر تشریف لائے تو ایک دن موضع کیموہ (تحصیل کولگام) جہاں حضرت شیخ سکونت کرتے تھے، پہنچے۔ شیخ کی عمر اس وقت سات برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ ایک کریوہ پر اونچی جگہ پر بیٹھے تھے۔ حضرت امیرؒ نے اپنے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑا اور شیخ کے پاس گئے۔ شیخ آداب بجا لا کر متواضع بیٹھے اور حضرت امیرؒ دیر تک شیخ کو اسرارِ باطنی سے آگاہ کرتے رہے۔'' (۲۳)

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اپنا مشن پورا کر کے واپس اپنے وطن ایران تشریف لے گئے اور رحلت فرمانے سے پیشتر ایک وصیت اپنے فرزند ارجمند حضرت سید میر محمد ہمدانی کے نام لکھ کر اپنے مرید کے حوالے کر گئے۔

اس وصیت کے بارے میں عبدالاحد آزاد دوبارہ لکھتے ہیں:

''کچھ عرصہ بعد امیر کبیرؒ اپنے وطن واپس تشریف لے گئے۔ رحلت فرمانے کے وقت اپنے فرزند ارجمند میر محمد ہمدانیؒ کے نام کشمیر جا کر حضرت نورالدین ریشیؒ سے ملنے کی وصیت تحریر فرما کر اپنے مرید خاص شیخ قوام الدین کے حوالے کر دی۔'' (۲۴)

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کا بچپن میں ہی حضرت امیر کبیر شاہ ہمدانؒ سے اسرارِ باطنی سے آگہی لینا اس بات کی مصداق ہے کہ حضرت شیخؒ کی تربیت میں حضرت شاہ ہمدانؒ جیسے رُوحانی پیشوا کا ہاتھ کارفرما رہا ہے۔

اس کے متعلق غلام محمد شاد ''علمدار'' میں لکھتے ہیں:

''بنیادی طور پر حضرت امیر کبیرؒ نے ہی حضرت شیخؒ کی تربیت فرمائی تھی اور وہ روحانی طور پر یہ تربیت پاتے رہے اس لیے انہوںؒ نے عمر کے آخری حصے میں بھی حضرت امیر کبیرؒ کو ہمیشہ ہی یاد رکھا اور کہا ؎

''ننده ریشی عرض کود شاہ ہمدانس
جنتس نیزیم پالنسء ستی''(۲۵)

استنادِ ''اجازت نامہ'':

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے بعد ان کے فرزند حضرت سید میر محمد ہمدانیؒ اپنے والد محترم کی وصیت کے مطابق مبلغین و علماء کے ساتھ کشمیر تشریف لائے اور وصیت کے مطابق حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ سے ملے۔

اس کے متعلق غلام محمد شاد دوبارہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت میر محمد ہمدانیؒ نے حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کو رشد و ہدایت کے کبروی سلسلہ میں مورخہ پندرہ رجب المرجب ۸۱۴ء کو بیعت کیا اور انہیں سلسلہ کے مخصوص اوراد

و وظائف کی تربیت کرتے ہوئے طالبان راہ حق اور اور مریدوں کو ارشاد و تربیت اور بیعت کرنے کا مجاز بنایا۔حضرت میر محمد ہمدانی ؒ نے یہ اجازت نامہ چمڑے کی جھلی پر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا اور اس پر اپنی مہر بھی ثبت کی۔'' (۲۶)

کشمیر میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے بعد مقامی طور پر سلسلہ ریاضت کشی یا طریقت رائج ہوا۔جن کے باقاعدہ بانی حضرت شیخ نور الدین ریشیؒ تھے۔حضرت امیر کبیرؒ کے ورود مسعود سے پہلے وجود میں آئے ہوئے نومسلم معاشرے پر سابقہ مذاہب، رسم و رواج ، اعتقادات و توہمات اور رہبانیت کا زبردست اثر تھا جس کو خود حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ نے اصلاحی عمل سے گذارا۔

اس بارے میں غلام محمد شاد لکھتے ہیں کہ:

''ریشیت میں جو بھی اصلاح ہوئی وہ حضرت میر محمد ہمدانی ؒ کی ہدایات اور ایماء پر خود حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ نے انجام دی۔'' (۲۷)

ازدواجی سفر:

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ وقت کے ساتھ ساتھ اپنے اندر وجدانی کوائف سے لبریز ہوتے چلے گئے۔ ہر چند اخفائے حال کی کوشش کرتے لیکن ان کے عارفانہ جذبات موزوں الفاظ میں بہتے گئے۔عموماً تنہا بیٹھتے، وجد و حال میں غرق رہتے ، جب عمر مبارک تیرہ برس کی ہوئی تو سر سے والد کا سایہ اُٹھ گیا۔جب بلوغت کے قریب ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ سدرہ موجی نے آپ کے نکاح کا انتظام کرنا لازم سمجھا۔

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان و شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ ؒ کا نکاح پرگنہ پرنگ کے ایک گاؤں ساگام میں زے نام کی ایک خاتون سے ہوا۔'' (۲۸)

محمد اشرف قریشی ''شیخ نورالدین ولی جدیدیت'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ نورالدین رشی تیرہ سال کی عمر میں یتیم ہوگئے اور چودہ سال کی عمر میں ان کی شادی زون دید کے ساتھ ہوگئی۔'' (۲۹)

حضرت شیخؒ کی شادی کے حوالے سے ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری ''کاشر شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''شیخؒ بالغ ہو چکے تھے اور ترال قصبے کے ایک کھاتے پیتے گھرانے میں ان کی شادی ہوگئی، اکبرالدین کی بیٹی زی دیدی کے ساتھ۔''(۳۰)

اولاد:

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کی عمر جب سولہ برس کی ہوئی تو آپ کے ہاں ایک صاحبزادی پیدا ہوئی اور پھر تین سال کے بعد ایک صاحبزادہ پیدا ہوا۔

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان و شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''زے دید صاحبہ کے بطن سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی جس کا نام زون رکھا گیا۔ تین سال اور گزر کر ایک صاحبزادہ تولد ہوا۔ اس کا نام حیدر رکھا گیا۔ گویا شیخ اُنیس برس کی عمر میں صاحبِ عیال بن گئے۔'' (۳۱)

ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری ''کاشر شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''اکبرالدین کی بیٹی زی دیدی کے بطن سے ایک لڑکا حیدر اور ایک لڑکی زونی نے جنم لیا۔'' (۳۲)

غارنشینی:

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ جب بیس برس کے ہوئے تو ان کے اندر دنیا سے بیزاری کے جذبات حد سے بڑھ گئے اور جذبات کی شدت نے انہیں غارنشینی کی طرف مائل کیا۔ جب

ان کے خیالات میں پختگی آئی تو اہل و عیال کو چھوڑ کر موضع کیموہ (کشمیر) کے نزدیک شہمار ٹینگ نام کی غار میں چلے گئے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہوگئے۔ جب اس واقعے کا علم ان کی والدہ محترمہ سدرہ موجی کو ہوا تو بہت پریشان ہوئی اور غار کے پاس آ کر حضرت شیخؒ کو اس ویران اور خطرناک جگہ کی ہیبت ناکی سے آگاہ کیا اور کہا:

نندِ گو پوھ چھی گگرتہ بچھی
نندء سہہ تہء شال موینے
نند دراہم ازتل وَچھے
نُندِ زوتہء زجہ ما کھینے(۳۳)

حضرت شیخؒ اپنی والدہ کے بے جا اصرار کے باوجود واپسی پر تیار نہیں ہوئے اور والدہ محترمہ کو یقین دلاتے رہے کہ میں یہاں اس غار میں مکمل آرام میں اور خوش ہوں اور ماں جی کے جواب میں کہا:

ماَج یو رکن لو گم خُطا
گرٛھ بن رضا دونی چُھے میونے
ماَج کئرتھ ہیکنہء غذا
دونی گرٛھ گئرہ پناَنے(۳۴)

حضرت شیخؒ کی غار نشینی کے متعلق سید محمود آزاد ''تذکرہ اولیائے کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

''انہوں نے کیموہ کے مقام پر ایک غار میں خلوت نشینی اختیار کر کے عبادت شروع کر دی۔
ان کی والدہ اور بیوی نے گھر لانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکیں۔''(۳۵)

اولاد کی وفات:

حضرت شیخ نورالدین رشیؒ اپنی والدہ ماجدہ کے بے حد اصرار کے باوجود غار نشینی کو ترک نہ کیا تو ان کی والدہ سدرہ موجی اور بیوی زے دید آخر اس خیال سے کہ شاید یہی حربہ کارگر

ہو جائے، شیخ ؒ کے صاحبزادے حیدر اور صاحبزادی زون دید کو لا کر غار کے پاس چھوڑ کر چلی گئیں۔ ان کے گھر چلے جانے کے بعد شیخ نورالدین ریشی ؒ نے خداتعالیٰ کے حضور دست بلند کیے اور کہا:

دَیہ طاقتھ لَمَ نَتہٕ
یم چھِن کوہ چھنن زایے
یم شور میأ لی زنبہ گل تتک
تتھ سوزگس کرتکھ جایے (۳۶)

حضرت شیخ ؒ کا یہ کہنا تھا کہ دونوں بچے جاں بحق ہوگئے۔ عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان و شاعری'' میں لکھتے ہیں:

> ''حضرت شیخ ؒ کی دعا قبول ہوئی اور دونوں معصوم بچے اُن کے سامنے جاں بحق ہو گئے علی الصبح جب والدہ حسبِ معمول شیخ کے پاس آئیں تو یہ حال دیکھ کر زار زار روئیں۔'' (۳۷)

آپ کی والدہ ماجدہ کے بعد آپ کی اہلیہ ذی دید بھی ان کے پاس آ کر آپ ؒ کو خاندانی زندگی کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتی رہیں مگر ان کی یہ کوشش بے سود ثابت ہوئیں۔ آخر کار وہ بھی ان کی نظرِ عنایت سے تارک الدنیا ہو کر باقی عمر خدا کی یاد میں گزارتی رہیں۔

حضرت شیخ نورالدین رشی ؒ کی شاعری کی ابتداء:

حضرت شیخ العالم بلند و مرتبہ صوفی بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند قامت انقلابی شاعر بھی تھے جن کا مشن دین کی تبلیغ تھا۔ اُنہوں نے تبلیغ دین کا کام اپنی مادری زبان کشمیری میں کیا جو عوام کی روزمرہ کی زبان تھی تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کے پیغام سے مستفید ہوں اور یہی وجہ تھی کہ جذبات کی سچائی اور احساس کی تپش کی قوت سے آپ نے اپنا پیغام دوسروں تک پہنچایا۔

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان و شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''شیخ کے حالات زندگی سے ظاہر ہے کہ انہیں ولایت اور شاعری ازل سے ورثہ میں ملی تھی۔ وہ للہ عارفہؒ کے شاعرانہ فقرے ''چیہ مالہِ ینہء مُنڈ چھوک نہء چینہ چھکھ مند چھان'' سے شیر خوارگی کے عالم میں ہی متاثر ہوئے آگے چل کر وہ زندگی کی ہر منزل میں شاعرانہ روش سے گامزن ہوتے رہے۔'' (۳۸)

عبدالخالق طاہری ''تذکرہ اولیائے کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

''اُن کے اندرون میں عشق الٰہی کی آگ سلگ رہی تھی اور وہ سخت گرم ہوئے تھے۔ اس لیے اس سوز درون نے اشعار کا روپ دھار لیا تھا اور وہ پُر درد اشعار کو رو رو کر پڑھتے اور لوگوں کو بھی رلاتے تھے۔ ان کے دار دسوز سے بھرے وہ اشعار آج بھی کشمیر کے لوگ گنگناتے ہیں اور وعظ کی مجلسیں ان پُر اثر اشعار یعنی کلام شیخ علیہ الرحمہ سے شروع کرتے ہیں۔'' (۳۹)

مرغوب بانہالی ''علمدار'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ العالم کو کشمیر کے تمام روحانی بزرگوں اور اولیاء اللہ میں ممتاز بنانے والی ایک بڑی لاجواب خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے آفاقی پیغام اور اپنی عرفانی شاعری کا ذریعہ اظہار اپنی مادری زبان ''کشمیری'' کو بہت ڈھنگ سے بنایا۔'' (۴۰)

کلام حضرت شیخ العالمؒ اور ان کے موضوعات:

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کا کلام سادہ اور عام فہم ہے۔ جس کی وجہ سے آج تک ان کا کلام کشمیر میں ہر خاص و عام کے سینوں میں محفوظ ہے۔

سید محمود آزاد ''تذکرہ اولیائے کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ نورالدین رشیؒ کا کلام سادہ اور عام فہم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہ ارشادات گزشتہ چھ سو برس سے کشمیری مسلمانوں میں سینہ بہ سینہ اور نسل در نسل محفوظ رہے ہیں۔'' (۴۱)

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کا کلام کے موضوعات انسانیت کی بھلائی اور اصلاح پر مبنی ہیں۔ جو خوف خدا، فکرِ عقبیٰ، تقویٰ، سچائی، قناعت، صبر وتحمل، نفس کشی، دنیاوی لذتوں سے بیزاری، مکارم اخلاق، تصوف اور فلسفہ دین وغیرہ سے لبریز ہے۔

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کا کلام اصناف سخن کی رُو سے چار ابواب پر مشتمل ہے۔ جس کے متعلق عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان اور شاعری'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت نورالدین ریشیؒ کا کشمیری کلام اصناف سخن کے اعتبار سے قطعات و رباعیات، بیانیہ نظمیں مکالمے اور صدوسی مسئلہ پر مشتمل ہے۔'' (۴۲)

قطعات و رُباعیات:

یہ متعدد دو بیتی اشلوک ہیں اور شیخؒ کی شاعری کا قیمتی حصہ ہے۔ بعض اشلوک جنہیں شروکھ بھی کہتے ہیں ضرب المثل کی طرح زبان زدِ خاص و عام ہیں۔

عبدالاحد آزاد اس بارے میں لکھتے ہیں:

''ان کی آفاقیت اور ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ چراگاہوں اور کھیتوں ہی میں نہیں بلکہ مختلف محفلوں اور معبدوں میں بھی جھوم جھوم کر پڑھے جاتے ہیں۔'' (۴۳)

بیانیہ نظمیں:

حضرت نورالدین ریشیؒ کی بیانیہ نظمیں موضوع کے لحاظ سے مختلف النوع ہیں جن کے خاص خاص موضوع حمد و نعت پند و موعظت اور حقائق و عرفان ہیں۔ بعض نظموں کے تغزل کا یہ عالم ہے کہ ان کی حدیں غزل سے جا ملتی ہیں۔ جن میں ''گونگل نامہ'' آپ کی مشہور نظم ہے۔

G.N. Gohar ''Sheikh Noor-ud-Din Wali'' میں لکھتے ہیں:

"When we consider the form and content of the Sheikh`s at-sun, we find that many of them are purely devetional poems` with continuity in thim but a good number of them can be termed as

samples of our earliest Ghazals "Gongul Nama" provides an example." (44)

مکالمے:

شیخ نورالدین ریشیؒ کے مکالمے ان کی دوبیتی نظموں کی طرح دلچسپ اور معنی خیز ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔

صدوسی مسئلہ:

صدوسی مسئلہ ایک سوتیس فقہی مسئلوں کا مجموعہ ہے، جو حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ سے منسوب کیے جاتے ہیں۔

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان وشاعری'' میں لکھتے ہیں:

''یہ مسائل وضو اور نماز کے متعلق ہیں۔ اقسام آب، آبِ پاک، آبِ ناپاک، آبِ مکروہ، آبِ شکوک، آبِ مستعمل، اوقات نماز، وضو کے فرائض، وضو کی سنتیں، فرائض وضو، فرائض غسل، غسل کی سنتیں، موجبات غسلِ ارکان نماز، شرائط نماز، واجبات نماز وغیرہ اس کے عنوانات ہیں۔'' (۴۵)

حضرت شیخ نورالدین رشیؒ کا کلام اور اس کی جاذبیت:

حضرت شیخ نورالدین رشیؒ کے کلام کی پرواز بہت بلند ہے ان کے تخیل کا طائر انتہا کی بلندیوں میں پرواز کرتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ خود تو رات دن مجاہدے اور ریاضت میں مصروف رہے اور دنیا سے رشتہ منقطع کر لیا لیکن کشمیر کے مسلمانوں میں قوت عمل پیدا کرنے اور ان کو دین اسلام کے راستے میں مر مٹنے کا درس دیتے رہے۔ یہ آپؒ کے ہی پُر درد کلام کا اثر تھا کہ کشمیر کی مسلمان نہایت راسخ العقیدہ اور مثالی مسلمان بنے۔ آپؒ کے کلام میں انسانیت کی بھلائی کا درس اور اسلامی تصوف کا رنگ جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ جیسا کہ آپؒ اپنے اشعار میں لوگوں کو روحانی حقیقت کے ذاتی تجربے سے آگہی دیتے ہوئے خداوند تعالیٰ کے وحدہ

لاشریک ہونے اور زمان و مکان کی بندشوں سے بالاتر ہو کر حقیقت تک رسائی لینے کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

لا الہ الا اللہ صحیح کورُم
وحی کورم پنن پان
وجود تراوتھ موجود سورم
ادہ بہ ووُتس لامکان (۴۶)

آپؒ اپنے ایک شروکھ (شعر) میں ارکان اسلام سے چشم پوشی پر فرماتے ہیں ؎

اسلامی کامین دوہ دین برسہ
علمچہء لَر کلمہء چِی زالِی تراو
روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ سرَسنہ
لیئس کرِ کوَنگُ سُی کرِ کراو (۴۷)

اپنے ایک شعر میں آپؒ انسان کے دل کو مچھلی سے تشبیہ دیتے ہوئے ہمیشہ خداوندکریم کے ذکر کے پانی میں ڈبو کر رکھنے اور نماز کی پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

دل چھی گاڑ تہء ہوکھ موتھاوَن
ذِکر ہند پونی دس لَسہِ یوتوےِ
نماز چھے زمیئں پھل زن ووُن
اَدء بچہ نیندء کرِس کھسہِ یوتوے (۴۸)

اسی طرح اپنی شاعری میں انسان کو دنیا میں نفسِ امارہ سے بچ کر عرفان حاصل کرنے کا درس دیتے ہوئے بڑھاپے کی بے بسی کے خوف سے آگہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

ہارس نیند ریٹیم یامَتھ یوہ گوم
کارَس دوہ آم نہء گرُ نزاکھ
تیلہ ییوم ژبٹس ییلہ وُوتھن کوگوم
پَنہء آم یَم یوری دوپ نم پگھ (۴۹)

آپؒ لوگوں کو زبان کے ساتھ ساتھ دل سے قرآن پاک پڑھنے اور سمجھنے کی تلقین بھی کرتے رہے۔ آپؒ فرماتے ہیں ؎

قرآن پران کونومو دُکھ
قرآن پرَان کو نہء گوی سور
قرآن پران زندء کیتھ رو دُکھ
قرآن پران دور منصور (۵۰)

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ وقت کے مُلاؤں سے بیزار تھے۔ وہ اگر حقیقت میں کسی کو مُلّا مانتے تھے تو وہ مولانا رُومی تھے۔ جنھوں نے علم و معرفت کا سمندر پار کیا اور اپنے آپ کے ساتھ ساتھ لوگوں کو بھی نقصان سے بچایا۔ حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ اس بارے میں فرماتے ہیں ؎

ملیہ ہے دپکی زتہء مولوی رومیؒ
نَتہء ملہ دُپھتھہ پرّی زہِ استغفار
صدرس تاَر دِتُی تمئی
پانے پانس سپُن یار (۵۱)

مختصراً یہ کہ حضرت شیخ نورالدین رشیؒ کا کلام جاذبیت سے معمور ہے اور گنجینہ حکمت ہے۔

اس پر جس قدر نگاہ ڈالی جائے تو اور متنوع پہلو سامنے آتے جائیں گے۔ ان کے کلام کے ہر پہلو سے معاشرے کی اصلاح کی تدبیریں جھلکتی ہیں۔

حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کی وفات:

حضرت شیخ نورالدین رشیؒ کی وفات کے حوالے سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپؒ کی وفات کے بعد جب میت کو دفنانے کا وقت آیا تو کشمیر کے لوگوں کے درمیان بحث ہونے لگی۔ جہاں جہاں آپ نے ایام گزارے تھے وہاں کے لوگ آپ کی میت اپنے علاقے میں دفنانے پر زور دینے لگے۔ جس میں اس وقت کا بادشاہ بھی شامل تھا۔

موتی لال ساقی ''ولر کی ءملر'' میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''رُپہ وَنہء پیٹھ آیہ یہنزہ مَیت ژرار شریف واتنا ونہء ییتہء سران دِتھ نوفل ٹینگن پیٹھ یمن جنازء پرَنہء آوَ۔ دَیان اَتھ جنازکس منزاوس بادشاہ وقت بڈشاہ صاَب تہِ شامل۔ جنازء پرَن وزی دَیان لَج آتہِ وڈُسہ درُوس۔دریہ گامکیء اَسی دیان اُسی نمون شہر۔ دیان ہنگامہءاوس چلانے زِمیت ہتہ توبودء گو ہوا ئِی دَتھتھِ تہء گو۔تھ جایہِ اَزز یارتھ چُھے۔'' (۵۲)

ترجمہ: ''روپہ ون (جگہ کا نام ہے) سے ان کی میت کو چرار شریف لایا گیا اور یہاں غسل دے کر نوفل ٹینگ پر ان کا جنازہ پڑھایا گیا۔ جنازے میں بادشاہ وقت بڈشاہ صاحب بھی شامل تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جنازہ پڑھتے وقت شوروغل برپا ہوا۔ دریہ گام (جگہ کا نام ہے) کے لوگ کہنے لگے کہ ہم ان کی میت کو دریہ گام لے جائیں گے۔ چرار شریف کے لوگ کہتے تھے کہ یہاں پر ہی دفنائیں گے اور بادشاہ کہہ رہے تھے کہ ہم انہیں شہر لے جائیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ ہنگامہ ہو ہی رہا تھا کہ میت تابوت سمیت ہوا میں اُٹھ گئی اور اُس جگہ چلی گئی جہاں آج زیارت بنی ہوئی ہے۔''

موتی لال ساقی آپؒ کی سنِ وفات کے متعلق لکھتے ہیں:

''رُپہ وَنے سپدی پیر کامل رحمت حق سنہ اوس ۸۴۲ ہجری بمطابق ۱۴۳۸ء۔'' (۵۳)

ترجمہ: ''روپہ ون کے پیر کامل ۸۴۲ھ بمطابق ۱۴۳۸ء میں رحمت حق ہوئے۔''

عبدالاحد آزاد ''کشمیری زبان و شاعری'' میں آپ کی وفات کے متعلق لکھتے ہیں:

''شیخ نورالدین رشیؒ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۸۴۲ھ میں وفات پائی۔'' (۵۴)

سید محمود آزاد ''تذکرہ اولیائے کشمیر'' میں لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ نورالدین ولیؒ کشمیریؒ کی ولادت ۱۰ ذی الحجہ ۷۵۷ھ اور وفات ۲۶ رمضان المبارک ۸۲۰ھ مذکور ہے۔ کشمیری کیلنڈر کے حساب سے ۲۶ پوہ اور بکری جنتری کے مطابق ۱۳ مگھر ہے۔'' (۵۵)

حضرت شیخ نورالدین رشیؒ تارک الدنیا درویش ہونے کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے زبردست مبلغ اور عاشقِ رسولؐ بھی تھے۔ وہ کشمیر کے مسلمانوں کے سچے ہمدرد اور مصلح تھے انہوں نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا وہ دین اسلام کی حقیقی تعلیم تھی جس پر عمل کر کے مسلمان تمام شیطانی قولوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہ حقیقت میں ایک ایسے عظیم صوفی بزرگ ہیں۔ جو کشمیریت کے اوّلین علمبردار ہونے کے ناطے ایک درخشندہ اور تابندہ علامت بن کر اُبھرے جس نے کشمیر کی تہذیب کو ایک نیا مزاج عطا کیا۔ جس کی بدولت گزشتہ سات سو سالوں کے دوران کشمیر میں انسان کی عظمت اور انسانی اقدار کا بول بالا ہے۔ آپؒ کا مزار چرار شریف (کشمیر) میں آستانہ خاص و عام ہے۔

☆☆☆☆

حواشی

۱۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان و شاعری، جلد۔۲، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۶۴۔

۲۔ مشعل سلطانپوری، ہمارا ادب، جموں و کشمیر نمبر، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر، اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۰ء، ص ۲۰۶۔

۳۔ رشید نازکی، ریشیت تہ سأنی ریش، کأشر ڈپارٹمنٹ، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۱۹۷۹ء، ص ۷۰۔

۴۔ مشعل سلطانپوری، ہمارا ادب، جموں و کشمیر نمبر، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر، اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۰ء، ص ۲۰۵۔

۵۔ محمود آزاد، سید، تذکرہ اولیائے کشمیر، نظامت اوقات، مظفر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۷۵

۶۔ طاہری، عبدالخالق، تذکرہ اولیائے کشمیر، جلد اول، گلشن پبلشرز اینڈ ایکسپورٹرز، سرینگر، ۲۰۰۳ء، ص ۳۰۸

۷۔ محمود آزاد، سید، تذکرہ اولیائے کشمیر، نظامت اوقاف، مظفر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۷۴۔

۸۔ طاہری، عبدالخالق، تذکرہ اولیائے کشمیر، جلد اول، گلشن پبلشرز اینڈ ایکسپورٹرز، سرینگر، ۲۰۰۳ء، ص ۳۰۹

۹۔ بخاری، سید محمد یوسف، ڈاکٹر، تذکرہ صوفیائے کشمیر، ارفع آرٹ پرنٹرز، لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۰

۱۰۔ محمود آزاد، سید، تذکرہ اولیائے کشمیر، نظامت اوقاف، مظفر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۷۵۔

۱۱۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان و شاعری، جلد۲، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۷۵۔

12- Sufi, G.M,D, Kasheer, vol-1, Punjab University Press, 1940, page 48.

۱۳۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان و شاعری، جلد۔۲، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۷۵۔

13- Sufi, G.M.D, Kasheer, vol.1, Punjab University Press 1940, page . 48.

۱۵۔ قریشی، محمد اشرف، ڈاکٹر، شیخ نورالدین ولی و جدیدیت، شعبہ کشمیریات، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۷۶۔

16- Bazaz, Prem Nath, <u>The History of Struggle for freedom in Kashmir</u>, National Book foundation, Karachi, 1976, page- 87.

۱۷۔ بخاری، سید محمد یوسف، ڈاکٹر، کشمیری زبان و ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء، ص ۴۵۔

18- Kalla, K.L, <u>Cultural Heritage of Kashmir,</u> Anmol Publications New Dehli, 1996, page 79.

19- Sufi, G.M.D, Kasheer, Vol,1, Punjab University Press 1940, page, 49.

20- Ibid, page 49.

۲۱۔ ٹینگ، محمد یوسف، <u>برج نور</u>، ص ۲۱۲۔

۲۲۔حامدی کشمیری، پروفیسر، <u>علمدار</u>، بحوالہ شیخ العالم خطبات از گلزار حضرت بلی، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۲۰۰۰ء، ص ۳۴۶۔ ۲۳

۲۳۔آزاد، عبد الاحد، <u>کشمیری زبان و شاعری</u>، جلد ۲، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگو یجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۸۰ ۔

۲۴۔ایضاً، ص ۱۸۱ ۔

۲۵۔حامدی کشمیری، پروفیسر، <u>علمدار</u>، بحوالہ استناد، اجازت نامہ حضرت میر محمد ہمدانیؒ از غلام محمد شاد، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۲۰۰۰ء ص ۲۷۰ ۔

۲۶۔ایضاً، ص ۲۶۲۔

۲۷۔ایضاً، ص ۲۶۵۔

۲۸۔آزاد، عبد الاحد، <u>کشمیری زبان و شاعری</u>، جلد ۲، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگو یجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۸۲ ۔

۲۹۔قریشی، محمد اشرف، ڈاکٹر، <u>شیخ نورالدین ولی و جدیدیت</u>، شعبہ کشمیریات، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۷۷۔

۳۰۔بخاری، سید محمد یوسف، ڈاکٹر، <u>کاشر شاعری</u>، نفیس پرنٹرز، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۹۵ ۔

۳۱۔آزاد ٬عبدالاحد ٬کشمیری زبان وشاعری ٬جلد ۲ ٬جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ٬ کلچر اینڈ لینگوئجز ٬سرینگر ٬۱۹۸۳ء ٬ص ۱۸۲۔

۳۲۔بخاری٬سید محمد یوسف ٬ڈاکٹر ٬کاشر شاعری ٬نفیس پرنٹرز ٬لاہور ٬۱۹۸۴ء ص ۹۵۔

۳۳۔آزاد ٬عبدالاحد ٬کشمیری زبان و شاعری ٬جلد۲ ٬جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ ٬کلچر اینڈ لینگوئجز٬سرینگر٬۱۹۸۳ء، ص، ۱۸۷۔

۳۴۔ایضاً٬ ص ۱۸۷ ۔

۳۵۔ محمود آزاد، سید، تذکرہ اولیائے کشمیر، نظامت اوقاف، مظفر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۷۷۔

۳۶۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان و شاعری، جلد۲، جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگوئجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۱۹۰۔

۳۷۔ ایضاً، ص ۱۹۰۔

۳۸۔ ایضاً، ص ۲۰۰۔

۳۹۔ طاہری، عبدالخالق، تذکرہ اولیائے کشمیر، جلد ۱، گلشن پبلشرز اینڈ ایکسپورٹرز سرینگر، ۲۰۰۳ء، ص ۳۱۹۔

۴۰۔ حامدی، کشمیری، پروفیسر، علمدار، بحوالہ کشمیری کلچر کے کشتواڑی اسلاف والے معمار اعظم شیخ نورالدین ولیؒ از مرغوب بانہالی، کشمیر یونیورسٹی، سرینگر، ۲۰۰۰ء، ص ۳۰۹۔

۴۱۔ محمود آزاد، سید، تذکرہ اولیائے کشمیر، نظامت اوقاف، مظفر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۷۸۔

۴۲۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان و شاعری، جلد۲، جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگوئجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۲۳۱۔

۴۳۔ایضاً، ص ۲۲۲۔

44- Gohar, G.N, Sheikh Noor.ud-Din Wali, page. 75

۴۵۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان و شاعری، جلد۲، جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر، اینڈ لینگوئجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص ۲۲۲۔

۴۶۔ قریشی، محمد اشرف، ڈاکٹر، شیخ نورالدین ولی و حدیدیت، شعبہ کشمیریات، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۷۸۔

۴۷۔ایضاً، ص ۸۹۔

۴۸۔ایضاً، ص ۸۷۔

۴۹۔ ایضاً، ص ۸۵۔

۵۰۔ ایضاً، ص ۱۰۴۔

۵۱۔ ایضاً، ص ۱۱۰۔

۵۲۔ حاجنی، محی الدین، پروفیسر، وولرکی ءملر، شیخ العالم نمبر، بحوالہ شیخ العالمؒ۔ موخصر حالات زندگی از موتی لال ساقی، شالیمار آرٹ پریس، سرینگر، ۱۹۷۸ء، ص ۳۵۔

۵۳۔ ایضاً، ص ، ۳۵۔

۵۴۔ آزاد، عبدالاحد، کشمیری زبان و شاعری، جلد ۲، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، ۱۹۸۳ء، ص

۵۵۔ محمود آزاد، سید، تذکرہ اولیائے کشمیر، نظامت اوقاف، مظفر آباد، ۱۹۹۳ء، ص ، ۳۲۷۔